

دائیں ہاتھ کے گناہ
 موعظہ شمارہ 3415
 شائع شدہ: جمعرات، 16 جولائی، 1914
 واعظ: سی۔ ایچ۔ سپرجن
 مقام و عظ: میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوننگٹن
 خُداوند کے دن کی شام، 27 جون، 1868

"اور اگر تیرا ہاتھ تجھے گناہ میں گرائے، تو اُسے کاٹ ڈال۔"
 مرقس 43:9—

نجات، خُداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ اعمال سے نہیں، نہ ہی کسی انسانی شائستگی یا لیاقت سے کمائی جا سکتی ہے۔ یہ خُدا کی محض فیض بخش بخشش ہے، جو مسیح کی کفارانہ قربانی کے وسیلہ سے ہر اُس جان کو دی جاتی ہے جو ایمان لاتی ہے۔

مگر نجات ہے کیا؟ نجات، مختصر طور پر، گناہ سے رہائی ہے۔ گناہ کے عذاب سے، اُس کی سزا سے، اور اُس کے تسلط سے چھٹکارا۔ پس اگر کوئی آدمی نجات پاتا ہے، تو وہ گناہ کے حاکمانہ اختیار سے آزاد کیا گیا ہے۔ لہذا یہ امر محال ہے کہ کوئی شخص نجات یافتہ ہو، اور پھر بھی دانستہ گناہ کی لذت میں پڑا رہے۔

یسوع مسیح، گناہ سے بیمار جانوں کے لیے ایک شفاخانہ کھولنے کو آیا، لیکن ایسا نہیں کہ وہ انہیں ہمیشہ بیمار ہی رکھے، بلکہ تاکہ وہ شفایاب ہو کر باہر نکلیں۔ وہ اُس لیے نہیں آیا کہ لوگوں کو اُن کے گناہوں سمیت آسمان میں لے جائے، بلکہ تاکہ انہیں اُن کے گناہوں سے پاک کرے، اور یوں انہیں آسمان کے لائق بنائے۔ اسی باعث، یسوع مسیح سب سے زیادہ سخت گیر اخلاقی معلم ہے؛ اور اگرچہ وہ اور اُس کے پیروکار نجات کے لیے انسانی لیاقت پر بھروسا کرنے کو رد کرتے ہیں، وہ اسی شدت سے یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ کوئی شخص نجات یافتہ نہیں کہلا سکتا جو کسی معلوم گناہ کو اپنے اندر برداشت کرتا ہو۔

تمام انجیل اسی بات کی گواہی دیتی ہے۔ اُس کے تمام اجزاء میں یہ بات مضمحل ہے، کہ جب تک آدمی اپنے پچھلے فاسق میلانوں اور شریر خواہشات میں ویسا ہی زندگی بسر کرتا ہے، جیسے وہ پہلے کرتا تھا، اُسے نہ تو نجات یافتہ سمجھا جا سکتا ہے، نہ ہی وہ خود کو ایسا تصور کرے۔

چنانچہ ہم جب آپ کے سامنے مسیح کے پاک کلام کے ذریعہ دل و جان پر اُس کے کامل مطالبات رکھیں گے، تو ہم برگز فضل کی تعلیم سے متصادم نہ ہوں گے۔ ہم آپ کو گناہ اور گناہ کی طرف لے جانے والی ہر چیز کو پوری قوت سے ترک کرنے کی تلقین کریں گے؛ مگر یہ تلقین نجات کے وسیلہ کے طور پر نہیں، بلکہ ایمان کے نتیجہ اور اُس کے ثبوت کے طور پر ہوگی۔ یہ ایک علامت، ایک نشان، ایک شہادت اور اُس نیک کام کی ضمانت ہے جو پاک رُوح نے دل میں شروع کیا ہے۔

پس ہم اس مختصر بیان سے آغاز کریں گے، جو ہمارے غور کا پہلا نکتہ ہوگا:

I

جو کچھ خُدا کو ناگوار ہے، وہ ہمیں بھی ناگوار ہونا چاہیے۔ :

تم غور کرو گے کہ متن یوں فرماتا ہے: "اگر تیرا ہاتھ تجھے گناہ میں گرائے" — ہم یوں بھی پڑھ سکتے ہیں: "اگر تیرا ہاتھ تجھے خدا کے خلاف گناہ پر آمادہ کرے"۔ یہ دونوں عبارات ہماری عملی زندگی میں یکساں معنی رکھنی چاہئیں، کیونکہ جو کچھ خُدا کو ناگوار ہو، وہ ہر سچے فضل یافتہ دل کو بھی ناگوار ہونا چاہیے۔

یہ مختصر بیان ہمارے لیے ایک کسوٹی بن سکتا ہے، جس سے ہم جانچ سکیں گے کہ آیا ہم خُدا سے صلح یافتہ ہیں یا نہیں؛ کیونکہ یاد رکھو، اگر تُو سچائی سے خُدا سے محبت رکھتا ہے، تو ضرور یہ بھی ہوگا کہ جو باتیں اُسے مکروہ ہوں، وہ تجھے بھی مکروہ ہوں گی۔ جہاں دو دل محبت کے بندھن میں بندھے ہوں، وہاں وہ ضرور کوشش کریں گے کہ ہر وہ شے جو ایک کو دکھ دے، اُسے راہ سے ہٹا دیں۔

تو تُو مجھے محبت نہیں رکھ سکتا، اگر تُو میرے دشمنوں کی حمایت کرے۔ تجھے مجھ سے کچھ بھی مودت نہیں، اگر تُو اُن باتوں میں خوشی پائے جو میری روح کو دکھ دیتی اور میرے دل کو رنج پہنچاتی ہیں۔ سچی محبت، اُس سے محبت رکھنے والے کے ساتھ ہم دردی رکھتی ہے، اور سیکھتی ہے کہ جو باتیں ناپسندیدہ ہوں، اُنہیں دُور کرے۔

اب اے دل، کہہ، کیا تُو اُس چیز کو خود سے دُور کرتا ہے جسے خُدا نفرت کرتا ہے—صرف اس لیے نہیں کہ تیرے ہم ایمان اسے ناپسند کرتے ہیں، یا عوامی رائے اُس کے خلاف ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ خُدا کی نظر میں مکروہ ہے؟ اگر ایسا ہے، تو یہ تیرے خُدا سے محبت رکھنے کی ایک روشن علامت ہے، اور تجھے اُس فضل کے لیے شکرگزار ہونا چاہیے جس نے تیرے دل کو ایسی حالت میں لے آیا۔

پھر اگر وہ سب کچھ جو خُدا کو ناگوار ہے، ہمیں بھی ناگوار ہے، تو ہم اپنے آپ کو اس بات پر مبارکباد دے سکتے ہیں کہ ہم میں اور خُدا میں کچھ مطابقت پائی جاتی ہے۔ تمام مقدسین خُدا کی مانند بنائے جائیں گے۔ انسان خُدا کی شبیہ پر بنایا گیا تھا، لیکن گناہ سے اُس نے وہ شبیہ کھو دی؛ مگر وہ شبیہ روح القدس کے عمل سے دوبارہ بحال کی جائے گی۔

اگر تُو ابھی بھی اپنی جان میں اُس چیز کے خلاف جنگ کرتا ہے جس سے خُدا کو نفرت ہے، اگر تُو اُسی چیز کے پیچھے تڑپتا ہے جسے خُدا عزیز رکھتا ہے، تو کم از کم اتنا ضرور ہے کہ تیرے اور خُدا کے درمیان کچھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ تُو اُس کے ساتھ اُس کی شرارت سے نفرت میں مشابہ ہے—درجہ میں نہیں، مگر حقیقت میں ضرور۔ تُو اُس کے ساتھ اُس کی محبت میں مشابہ ہے، اُس چیز کی طرف جو پاک، نیک، اور محبوب ہے—پھر سے کہتا ہوں، درجہ میں نہیں، مگر حقیقت میں تیرے دل اور خُدا کے درمیان کچھ مماثلت ضرور ہے۔

پھر ایک اور بات ہے جو تجھے تسلی دے سکتی ہے: اگر تُو اس سوال کا ایمانداری سے جواب دے سکتا ہے، کہ جو کچھ خُدا کو ناگوار ہے، وہ تجھے بھی ناگوار ہے، تو تیرے اور خُدا کے درمیان کچھ شراکت ضرور ہے۔ اور اگرچہ تُو خود سے سوال کرے، "کیا واقعی خُدا ایسا ہے کہ مجھ جیسے خاکسار سے ہمکلام ہو؟ کیا وہ اپنے بندہ پر ظاہر ہوگا، اور مجھ کیڑے جیسے کو فضل دکھائے گا؟"—تو جان لے کہ اُس نے ایسا کیا ہے، اور کر رہا ہے؛ اور اُس کی اس شراکت کا عملی ثبوت، اُن تمام جذباتی لذات اور ظاہری خوشیوں سے کہیں بہتر ہے، جو اکثر محض انسانی جسمانی جوش کا نتیجہ ہوتی ہیں؛ جبکہ یہ پاکیزگی کا خالص سونا ہے، جو اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ خُداوند کا ہاتھ تجھ پر رکھا گیا ہے۔

پس، اے میرے عزیز بھائی یا بہن، آج کے دن سے اپنے دل میں یہ عہد باندھ لے: "اگر اس جہاں میں کوئی نیک مرد ہے، اور اگر خُدا اُسے محبت رکھتا ہے، تو مجھے بھی اُس سے محبت رکھنی ہے؛ اگر کہیں کوئی نیک تعلیم دی جا رہی ہے، اگرچہ میں اُسے مکمل نہ سمجھ سکوں، تو بھی اگر خُدا اُسے محبوب رکھے، تو مجھے بھی اُس پر ایمان لانا ہے، اور اُس میں خوشی پانا ہے؛ اگر کوئی مشیت یا انتظامی کارروائی خُدا کے دل کے مطابق ہو، تو وہی میرے دل کی خواہش ہو؛ اے روح خُدا! تُو مجھے وہ سب کچھ عزیز کرنے کے لائق بنا دے جو خُدا کو عزیز ہے؛ نہ صرف اُس کی مرضی کو قبول کرنے کے لیے، بلکہ اُس کی مرضی میں شادمان ہونے کے لیے۔ اور اے خُداوند، مجھے سکھا کہ جس سے تُو نفرت رکھتا ہے، اُس سے میں بھی نفرت رکھوں؛ اگر اس جہاں میں ایسے لوگ ہیں جن کی صحبت تُو برداشت نہ کرے، کیونکہ وہ کفر بکتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں، اور مقدس باتوں کو ہنسی میں اڑاتے ہیں، تو مجھے اُن کی رفاقت سے بچا؛ اگر کوئی نغمہ ایسا ہے جسے مسیح کا کان سننا پسند نہ کرے، تو میرے کان بھی اُسے سننے سے انکار کریں؛ اگر کوئی منظر ایسا ہے جسے پاک خُدا دیکھنا پسند نہ کرے، تو میں بھی اُس کی طرف نگاہ نہ کروں؛ بلکہ میری تمام محبت اُس شے کے لیے ہو جو مسیح کی پاکیزہ طبیعت کو پسند آئے، اور جو کچھ "خُدا کے دشمن ہے، اُس پر میرا دل طبعی طور پر اور بلا جبر و تکلف ناراض ہو۔"

یہ ہے ہمارا پہلا نکتہ۔ اب آگے بڑھیں۔ اس اصول پر عمل پیرا ہونے میں

II

ہ: ہر نجات یافتہ شخص کو ضرور معلوم ہوگا کہ بہت سے گناہ جو خُدا کو ناگوار ہیں، اُن سے سختی سے اور بے دریغ نمٹنا لازم ہے۔

جو کچھ خُدا کو ناگوار ہے، وہ جان کو بھی ناگوار ہوتا ہے — یہ پہلا قدم ہے۔ اور دوسرا قدم یہ ہے: اُس شے کو واقعی گناہ سمجھ کر نمٹا جائے، اُس سے سختی سے معاملہ کیا جائے، اور اُس سے بلا تاخیر جدا ہوا جائے، جیسا کہ کلام فرماتا ہے: "اگر تیرا ہاتھ تجھے گناہ میں گرائے، تو اُسے کاٹ ڈال۔"

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو انسانوں کو نہایت عزیز ہوتے ہیں۔ میں اُن کی فہرست پیش کرنے کی جسارت نہ کروں گا، کیونکہ ہم سب کی طبیعتیں جداگانہ ہیں — جو گناہ تجھے مسحور کرے، ممکن ہے وہ مجھے نہ لبھائے؛ اور جس گناہ میں میں گرنے کو مائل ہوں، شاید تو اُس کی طرف مائل نہ ہو۔ ہم سب کے کچھ مخصوص کمزور پہلو ہوتے ہیں۔ اگرچہ ہم سب کسی بھی گناہ میں گر سکتے ہیں، مگر بعض افراد مخصوص گناہوں کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔

پس اگر تیرے پاس کوئی ایسی شے ہے جو تجھے عزیز ہو، جیسے تیرا دہنا ہاتھ، تیری دہنی آنکھ، یا تیرا دہنا پاؤں، تو اس آیت کے مطابق تجھے اُس کے ساتھ سختی سے، اور فوراً نمٹنا ہے۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو انسان کو ضروری محسوس ہوتے ہیں۔ "میں بغیر اپنے دہنے ہاتھ کے کیا کروں گا؟" بعض پیشوں اور کاروباروں میں سفید جھوٹ بولنے کی عادت، یا کسی مخصوص صحبت میں وقت گزارنا، ایسا محسوس ہوتا ہے گویا یہ روزی کمانے کے لیے ناگزیر ہے۔ "میں اپنے رزق کے لیے ایسا نہ کروں تو کیا ہو؟ ہمیں تو جینا ہے!" اور اس قسم کی باتیں۔

مگر اگر وہ شے باطل ہے، تو اگرچہ وہ تیرے معاش کا ذریعہ کیوں نہ ہو، جیسے کہ دہنا ہاتھ بدن کے لیے ضروری ہوتا ہے، تب بھی تجھے اُس سے جدا ہونا ہوگا۔ کیونکہ یا تو تُو اپنے گناہ سے جدا ہوگا، یا پھر خُدا تجھ سے جدا ہو جائے گا۔ گناہ کے ساتھ رہ کر نجات ممکن نہیں، اور اگر گناہ ترک نہ کیا جائے، تو پھر امید ترک کرنی پڑے گی؛ کیونکہ کوئی انسان جو اپنے گناہوں کو گلے لگائے، آسمان میں داخل نہ ہوگا۔

کچھ گناہ ایسے ہیں جو عزیز ہوتے ہیں، اور کچھ ایسے جو بظاہر مفید معلوم ہوتے ہیں۔

پھر کچھ گناہ ایسے ہیں جو ہماری ذات کا حصہ محسوس ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے: "میں اُس عادت کو ترک کر دوں؟ اگر وہ چھوڑ دوں تو میں وہ نہ رہوں گا جو اب ہوں؛ میں خود سے بالکل جدا ہو جاؤں گا؛ مگر میں اُسے چھوڑ نہیں سکتا؛ یہ تو ناممکن ہے؛ حبشی اپنی رنگت بدل سکتا ہے؟ چیتا اپنے دھبے مٹا سکتا ہے؟" مگر اے دوست، اگرچہ یہ محال ہو، پھر بھی تجھے یہ کرنا ہوگا۔ ایک اور قدرت تجھے مدد کو آنا ہوگی، کیونکہ وہ گناہ ضرور جانا چاہیے، اور جتنا جلدی جائے، تیرے لیے اتنا ہی بہتر، بشرطیکہ تُو نجات پائے۔

اب غور کر مسیح کے فرمان پر، جو اس "دہنے ہاتھ کے گناہ" کے بارے میں ہے، جو بظاہر اتنا عزیز، اتنا ضروری، اور خود انسان کا سا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ کیا فرماتا ہے؟ "اگر تیرا ہاتھ تجھے گناہ میں گرائے" — تو کیا اُسے باندھ دے؟ بعض نے کہا: "میں اس گناہ سے بچنے کی نذر مانوں گا۔" "اگر تیرا ہاتھ تجھے گناہ میں گرائے" — تو کیا اُس کے لیے کچھ حدود مقرر کر دے، کہ وہ صرف ایک حد تک عمل کرے، مگر اُس سے تجاوز نہ کرے؟ اُسے زنجیروں سے جکڑ دے؟ اُسے قابو میں رکھے؟ "نہیں! بلکہ سُن اُس مالک کا وہ کلام جو سخت ہے، بلکہ بادی النظر میں ظالمانہ معلوم ہوتا ہے: "کاٹ ڈال"

انجیل متی میں فرمایا: "کاٹ ڈال، اور اپنے سے دور پھینک دے" — گویا، جب تک وہ کاٹ کر الگ نہ کیا جائے، اور اُس کا زندہ رشتہ منقطع نہ ہو، اُس وقت تک وہ گناہ تجھ سے جدا نہ ہوگا؛ اور جب وہ الگ کر دیا جائے، تب بھی اُس کا خیال تجھے مکروہ "ہونا چاہیے۔" "کاٹ ڈال، اور اپنے سے دور پھینک دے"

دیکھ، یہ ایک مکمل عمل ہے، ایک پُر جوش عمل، ایک آخری اور فیصلہ کن عمل؛ کیونکہ جب کوئی شخص اپنا ہاتھ کاٹ دے، تو وہ اُسے دوبارہ نہیں جوڑ سکتا؛ جب کوئی اپنی آنکھ نکال دے اور دور پھینک دے، تو وہ اُسے واپس نہیں رکھ سکتا؛ جب پاؤں کاٹ دے، تو وہ دوبارہ نہیں اُگتا۔ یہ انسان اور اُس کے گناہ کے درمیان ایک مکمل اور حتمی جدائی کا حکم ہے۔

اب، میں یہ بات اُن سے کہنا چاہتا ہوں جو آسمان کی آرزو رکھتے ہیں، مگر اپنی موجودہ حالت پر قائم ہیں۔ شاید تُو شراب نوشی میں پڑا ہے۔ تو یہ بے فائدہ ہے کہ تُو کہے: "میں اس گناہ کو محدود رکھوں گا۔" نہیں! اُس سے چھٹکارا حاصل کر، اور اُسے اپنے سے دور پھینک دے! تیرے شراب کے مٹکے الٹ دیے جانے چاہییں؛ یہ ہلاکت خیز عادت چھوڑنی ہی ہوگی، ورنہ یہ تیری ہلاکت کا سبب بنے گی۔

کسی کے لیے یہ کہنا کہ "میں بے حیائی میں پڑ چکا ہوں، مگر اب اسے حدود میں رکھوں گا" محض فریب ہے۔ شیطان کو پنجرے میں قید نہیں رکھا جا سکتا۔ کاٹ ڈال، اور اپنے سے دور پھینک دے! پھر تیرا تکتیر — یہ بے کار ہے کہ تُو کہے، "میں

کچھ حد تک فروتن بنوں گا، کچھ حد تک مطیع رہوں گا۔" نہیں! کاٹ ڈال، اے انسان، کاٹ ڈال، اور اُسے اپنے سے دور پھینک دے! یہ کام مکمل ہونا چاہیے — گناہ اور تیرے درمیان صاف، واضح اور مکمل جدائی۔

آہ! یہ سخت کلام ہے، اور بہت سے لوگ اسے سُن کر پیٹھ پھیر لیں گے اور کہیں گے، "ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے" — مگر جوں خُدا زندہ ہے، وہ موتی دروازے اُن کے لیے ہرگز نہ کھلیں گے جو اپنے گناہوں کو سنبھالے رہتے ہیں۔ تیری تمام بدکرداریاں معاف کی جا سکتی ہیں، خواہ تُو نے کفر بکا ہو، یا قتل تک کیا ہو — اگر تُو اُن گناہوں سے نفرت کرے، اور اُنہیں چھوڑ دے، تو معافی تیرے لیے ہے؛ اور مسیح تجھے اُن سے نفرت کرنا سکھائے گا اگر تُو اُس پر ایمان لائے۔ وہ تجھے اُنہیں چھوڑنے کا فضل عطا کرے گا؛ مگر اگر تُو اُن گناہوں کو سینے سے لگائے رکھے، تو خواہ تُو ایمان کی باتیں کرے، یا فضل کے تجربہ کی باتیں کہے، حقیقی ایمان اور سچے تجربے سے تُو بیگانہ ہے، اور رہے گا — جب تک کہ تُو گناہ کو سختی سے ترک نہ کرے؛ یہاں تک کہ ایک بھی گناہ نہ ہو جسے تُو عزیز رکھے، جسے تُو اپنائے، یا چاہے۔

کیا انسان کو کامل ہونا لازم ہے؟ جناب، انسان کو کامل ہونے کی خواہش ضرور ہونی چاہیے۔ "مگر وہ کامل ہو نہیں سکتا۔" جناب، وہ ارادہ میں کامل ہو سکتا ہے، اگر عمل میں نہیں؛ اور نیت اور دانستہ بغاوت میں بڑا فرق ہے۔ افسوس! ہمیشہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے گناہ کو خُدا کے لوگوں کے گناہ سے جواز دیتے ہیں۔ وہ خُدا کے لوگوں کے گناہوں کو ایسے کھاتے ہیں جیسے روٹی کھاتے ہیں، اور اُسے لذیذ لقمہ بنا لیتے ہیں۔

لیکن خُدا کا سچا فرزند، اگر وہ گناہ کرے، تو خود سے نفرت کرتا ہے۔ وہ بُرائی جو وہ نہ کرنا چاہتا، وہی وہ کر گزرتا ہے؛ مگر اُس کا دل راستی پر قائم ہوتا ہے۔ اگر وہ پوری طرح نیکی کر سکتا، تو ضرور کرتا، اور وہ تڑپتا ہے، آرزو کرتا ہے کہ گناہ سے نجات پائے۔ اُس کا دل اپنے بُتوں کی طرف نہیں جاتا؛ اُس نے اُنہیں چھوڑ دیا ہے، اور خُدا کے فضل سے اُنہیں دور پھینک دیا ہے؛ اور اگر وہ کر سکتا، تو اُن کے نام کو بھی کبھی اپنے ہونٹوں پر نہ لاتا۔

پس یہ دوسرا نکتہ، ہر اُس شخص کے دل میں گہرائی تک اُتر جائے جو نجات پانا چاہتا ہے جو گناہ خُدا کو ناگوار ہوں، اُنہیں فوراً ترک کرنا لازم ہے۔

—اب ہم اگلے نکتہ کی طرف بڑھتے ہیں

III

بعض چیزیں ہمیں گناہ کی طرف مائل کرتی ہیں، اور اگر ہم سچے مسیحی ہیں، تو اُنہیں ترک کرنے میں ہرگز تامل نہ کریں : گئے۔

اب میں اُن سے مخاطب ہونے کو ہوں جو درحقیقت مسیح یسوع میں ہیں۔ بعض باتیں ایمانداروں کے لیے نہایت پرخطر اور مضر ہیں، اور اگر وہ مسیح سے محبت رکھتے ہیں تو اُنہیں اُن باتوں کو ترک کرنا لازم ہے۔

مجھے ایسے کچھ اشخاص کا علم ہے، جن کے متعلق مجھے امید ہے کہ وہ خُداوند کے لوگ ہیں، مگر وہ ایک خاص قسم کی صحبت سے بہت مانوس اور دِل بستہ ہیں۔ اُنہیں کچھ مشغلے اور دلچسپیاں بہت لپھاتی ہیں۔ لیکن اگر وہ اپنے دلوں میں جھانکیں تو پائیں گے کہ ایسی صحبت اُن کے لیے ایک پھندہ ہے۔ وہ ہفتہ کے درمیانی دنوں کی عبادت سے غیر حاضر رہتے ہیں، اُن کے دِل میں اب خُدا کے جلال کے لیے کوئی جوش باقی نہیں رہا۔ دعا کی مشق اُس طرح جاری نہیں رہی جیسا کہ ہونا چاہیے، خاص طور پر اُن مجالس کے بعد جو وہ اکثر منعقد کرتے ہیں۔ اور اگرچہ وہ صحبت اپنی ذات میں بالکل قابلِ مذمت نہیں، لیکن اُس کا اثر اُن کی روح پر نہایت ضرر رساں ہے۔ وہ شخص پیچھے ہٹ رہا ہے، اور اُس صحبت میں اُس کے رُوحانی ترقی کے لیے کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ وہ وہاں سے پاتا ہے، وہ سب اُس کے ضرر کا باعث ہے، اور اُس کی رُوح کے لیے مضر۔

پس ایک مسیحی ایسے حال میں کیا کرے؟ اُسے بلا تردد ایسی صحبت کو ترک کر دینا چاہیے۔ مجھے کوئی حق نہیں کہ اُس مقام پر بار بار پایا جاؤں جہاں میری رُوحانی ترقی نہ ہو۔ مجھے کوئی حق نہیں کہ ایسی رفاقت میں خوشی تلاش کروں جو میری جان کے لیے مہلک ہو، جو رُوح القدس کو دور کر دے، اور مسیح سے میری شراکت کو توڑ دے۔ پس اُس داہنے ہاتھ کو کاٹ ڈال! "آہ!" مگر وہ صحبت چھوڑنا بہت دردناک ہوگا، گویا داہنا بازو کاٹنا ہو۔

مگر اگر یہ بازو مسیح کے لیے قربان ہو جائے تو کیسا جلالی عمل ہوگا! جو سپاہی جنگ سے زخمی ہو کر لوٹتے ہیں، وہ ننگ و عار کا نشان نہیں بلکہ اُن کے زخم اُن کا فخر ہیں۔ اور اگر کسی مسیحی کو کوئی پیارا تعلق توڑنا پڑے، یا کوئی مرتبہ اور مقام چھوڑنا پڑے، اگر اُسے لوگوں کی بے رُخی، طعنہ و تشنیع، اور زہر آلود کلمات برداشت کرنے پڑیں، تو یہ سب مسیح کی خاطر عزت سمجھے جائیں۔ ہمیں نہ صرف یہ سب گوارا کرنا چاہیے بلکہ خُوشی سے برداشت کرنا چاہیے۔ ہاں، بغیر کسی تردد کے

ہمیں یہ مان لینا چاہیے کہ کوئی تعلق اُس شراکت سے افضل نہیں جو مسیح کے ساتھ ہے، اور کوئی صحبت اُس قُرب سے بہتر نہیں جو اُس کے قدموں کے پاس نصیب ہوتی ہے۔ پس داہنا بازو کاٹ ڈال، اور مسیح کے ساتھ قریبی راہ پر گامزن رہ

بسا اوقات وہ چیزیں جو بظاہر درست، مفید اور پسندیدہ ہیں، وہ بھی ٹھوکر کا باعث بن سکتی ہیں۔ ہاں، ایسا وقت آ سکتا ہے جب انسان کو اپنی نیک نامی اور شہرت بھی قربان کرنی پڑے۔ میرا یقین ہے کہ ایک مسیحی خادم کو، جب وہ خُدا کا کلام سچے دل سے منادی کرنا شروع کرے، پہلے ہی سے یہ فیصلہ کر لینا چاہیے کہ اُسے اپنی شہرت کو ترک کرنا ہوگا۔ یہ ایک نہایت ڈشوار امر ہے کہ انسان پر ایسے جرائم کا الزام لگے جن کا وہ کبھی مرتکب نہ ہوا ہو، اُس کی باتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے، اُس کے ارادوں کو غلط رنگ دیا جائے؛ لیکن ہر وفادار خُدا کے خادم کو چاہیے کہ وہ ان سب کی توقع رکھے، اور ابتدا ہی سے خود کو اس کے لیے تیار کرے۔

جناب جان ویسلی نے، غالباً منبر پر ایک بار کہا کہ اُسے ہر قسم کے گناہ کا مرتکب کہا گیا، سوا شراب نوشی کے؛ اور اُس نے نہ سنا تھا کہ کوئی اُسے اس کا مجرم ٹھہراتا ہو۔ تب ہجوم میں سے ایک بدکار نے اُسے یہی الزام دے مارا۔ اس پر جناب ویسلی نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا، "آج میرے خُداوند کے کلام کی تکمیل ہوئی جس نے فرمایا، 'وائے ہو جب سب لوگ تمہارے حق میں بھلا کہیں؛ لیکن مبارک ہو تم جب میرے سبب سے جھوٹ بول بول کر تم پر ہر طرح کی بدی لگائی جائے۔"

پُرانے زمانے میں، عہد معابدین اور پیورٹنز کے ایام میں، بہت سے ایسے مسیحی تھے جو مسیح سے قُرب چاہتے تھے بشرطیکہ اُن کی شہرت محفوظ رہے؛ مگر وہی بہادر لوگ تھے جو سب کے ہنسی کا نشانہ بننے کو تیار تھے، جنہیں دیوانہ، مفسد اور جانے کیا کیا کہا گیا؛ لیکن انہوں نے اعلان کیا کہ وہ حق کے لیے، مسیح کے لیے، اور اُس کی راہ کے لیے سب کچھ برداشت کریں گے۔

کل ہی میں نے کیرگل کی وہ مشہور سزائے اخراج پڑھی جو اُس نے چارلس ٹانی کے خلاف سنائی، اور اُسے خُدا کی کلیسیا سے خارج کیا، اُس کے جرائم کا تذکرہ کیا، اور اسی جُرم میں وہ قتل کر دیا گیا۔ اُس جیسے خُدا کے خادم، جیسے الیگزینڈر پیٹری، کہتے تھے کہ وہ ہزار بار مرنا پسند کریں گے مگر کسی بادشاہ کو کلیسیا کا سربراہ ماننے کو تیار نہ ہوں گے، کیونکہ تاج صرف یسوع مسیح کے سر پر ہے۔

ایسے ایام میں، اور آج بھی، اکثر لوگ بزدل ہیں۔ وہ اپنی شہرت محفوظ رکھنا چاہتے ہیں، وہ عوامی رائے کے خلاف نہیں جانا چاہتے۔ وہ ہو سکے تو زمانے کے بہاؤ کے ساتھ بہنا چاہتے ہیں۔

اے خُدا کے فرزند، اگر تیری شہرت تیرے لیے پھندہ ہے، تو اپنے اُس داہنے ہاتھ کو کاٹ ڈال، اور اگر مسیح تیرے ذریعے زیادہ اِجلال پائے، تو گُنا یا ابلیس کہلانے کے لیے بھی تیار رہ

بعض مسیحی اصحاب کے لیے نفع کا لالچ بھی ایک پھندہ بن جاتا ہے۔ مجھے اس پر زیادہ کچھ کہنے کی حاجت نہیں۔ اگر تیرے کاروبار میں ایسا کوئی نفع شامل ہے جو ایماندارانہ نہ ہو، تو میں تجھے زندہ خُدا کے حضور قسم دیتا ہوں کہ اُس سے کچھ سروکار نہ رکھ! بلکہ مسیحی شخص کا کاروبار ایسا پاکیزہ ہونا چاہیے کہ اُسے شہر کے چوک پر نرسنگے کے ساتھ بھی منادی کیا جا سکے۔ صرف ایسا کاروبار ہی ایمانداروں کے شایان شان ہے۔ اگر تیرے سود و تجارت میں کچھ بھی ایسا ہے جو سخت جانچ پر پورا نہ اُترے، تو اُسے کاٹ ڈال، دُور پھینک دے۔ اے خُدا کے فرزند، تجھے اُس سے کیا کام؟

ایسے ہی اور بھی کئی معاملات ہیں جن کا میں ذکر نہیں کر سکتا، کیونکہ وقت کی کمی ہے۔ ہزارہا باتیں ایسی ہیں جن پر ہم بات کر سکتے ہیں، مگر اگر وہ کسی ایماندار کے لیے مسیح کی خدمت میں روک بنیں، تو وہی باتیں اُس کے لیے گناہ بن جاتی ہیں۔ اگرچہ وہ دوسروں کے لیے جائز ہوں، ہمیں اُن کا چھوٹنا بھی جائز نہیں۔ جو کچھ ایمان سے نہیں، وہ گناہ ہے؛ یعنی، جو کچھ تم کامل دل سے صحیح نہیں جانتے، اگرچہ وہ صحیح ہی کیوں نہ ہو، تمہارے لیے گناہ ہے۔ تمہیں اپنے ضمیر میں کامل یقین ہونا چاہیے کہ وہ خُدا کے حکم کے مطابق ہے، ورنہ اے خُدا کے فرزند، تجھے نہ اُسے چھوٹنا چاہیے، نہ اُس کے قریب جانا۔

میں اپنے عزیز بھائیوں، خصوصاً اِس کلیسیا کے رُکنوں سے التماس کرتا ہوں کہ ہر اُس مقام سے بچیں جہاں ابلیس کو اُن پر غالب آنے کا موقع ملے۔ جنگ میں جرنیل کے لیے مقام کا انتخاب بہت اہم ہوتا ہے۔ اگر کہیں کھلا میدان ہو جہاں گولیاں برس رہی ہوں، تو میں ہرگز بار بار وہاں سے نہ گزروں گا۔ اور میں تم سے بھی، اے جوانو اور بزرگو، درخواست کرتا ہوں کہ زیادتی کی سختی سے نہ ڈرو، بلکہ نرمی اور غفلت سے ڈرو۔

یہ وہ دور ہے جس میں پیورٹنوں کے سخت ضوابط کو ترک کر دیا گیا ہے، اور شاید بعض کا ترک کرنا درست ہو، مگر ہمیں دوسری انتہا کو نہ چھوٹنا چاہیے۔ بلکہ جب ہمیں احساس ہو کہ کوئی چیز ہمارے لیے فتنہ بن رہی ہے، تو اُسے فوراً ترک کر دیں، بغیر کسی ہچکچاہٹ یا ملال کے۔ کاٹ ڈال داہنا بازو، دایاں پاؤں، اور پھینک دے داہنی آنکھ۔

ایک بات ہے جس پر میں اکثر خود اپنے لیے چھوٹا سا وعظ کرنا پڑتا ہے۔ بعض کے اندر—خاص طور پر اُن کے جو طبعاً سُست ہیں—آرام و سکون سے محبت ہوتی ہے، اور ہمیں خود کو کوڑے مار کر مسلسل محنت پر مجبور کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ لازم ہے، یہ کرنا ہی پڑے گا۔

وائٹفیلڈ اکثر آرام طلب واعظیوں کو ملامت کرتا تھا۔ وہ خادم جو نرمی سے زندگی گزارتا ہے، خُدا کی طرف سے لعنتی ٹھہرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص اتنی بولناک سزا نہیں پائے گا جتنی ایک آرام پسند خادم کو۔ ہم پر فرض ہے کہ ہم سب سے بہتر انسان ہوں، اپنے آقا کی راہ میں صرف ہوں، اور خرچ کیے جائیں۔

آرام و آسائش کی محبت کئی مسیحیوں کی آزمائش ہے۔ اُن کی گوشہ نشینی دراصل سُستی ہے۔ وہ کلیسیا کی برکات کا پیچھے رہ کر فائدہ اٹھاتے ہیں، اور یہ سب خود پرستی کے سبب سے ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ بات سچ ہے۔ ہم خود بھی روحانی آرام کو پسند کرتے ہیں۔ ہمیں زیادہ جھنجھوڑا جانا پسند نہیں۔ ہمیں خود احتساب پسند نہیں۔ کیا سینکڑوں مسیحی ایسے نہیں جو اپنی رُوح کی حالت پر نگاہ ڈالنے سے کتراتے ہیں؟ وہ دوسروں کی سنی سنائی باتوں پر جیتے ہیں، مگر اپنے دل کا گہرائی سے جائزہ نہیں لیتے۔

ایسا نہیں چلے گا، میرے بھائیو۔ ہمیں اس آسانی پسند مسیحیت کو کاٹ ڈالنا ہوگا۔ آسمانی بادشاہی زور آوروں کے لیے ہے، اور صرف زور آور ہی اُسے حاصل کرتے ہیں۔ گناہ کے خلاف دل سے لڑائی، اپنی بدکاری کے خلاف انتقام کی آگ، ہمیں اپنے اندر سلگانی ہے، کیونکہ لوگ سوتے سوتے آسمان میں داخل نہیں ہوتے۔ یہ وہ زمانہ نہیں جس میں تمہیں گل ہانے نازک سے سچے بستر پر آرام سے آسمان پہنچایا جائے۔ جو آسمانی دوڑ میں فتح پانا چاہتا ہے، اُسے دوڑنا ہوگا۔ جو جنت پانا چاہتا ہے، اُسے لڑنا ہوگا۔

خُداوند ہمیں بیدار کرے، اور ہمیں اس دابنے ہاتھ کے گناہ سے—خود اعتمادی اور جسمانی آرام کی محبت سے—ربائی بخشے۔ خُدا ہمیں توفیق دے کہ جب تک دم میں دم ہے اُس کی راہ میں کام کرتے رہیں، اور تب اُس آرام میں داخل ہوں جو اُس نے یردن کے پار ہمارے لیے تیار کر رکھا ہے۔

اب میں اختتام کو پہنچتا ہوں۔

IV

وہ کیا اسباب ہیں کہ دابنے ہاتھ کو کاٹ ڈالنا ضروری ہو؟ :

یاد رکھ، اے انسان، میں سب سے پہلے تجھ سے، جو ابھی تک بازگشت کی راہ پر نہیں آیا، گناہ ترک کرنے کے بارے میں کلام کروں گا۔

تو کہتا ہے، "دائیں ہاتھ کو کاٹ ڈالنا کوئی خوشگوار عمل نہیں، میں ایسا نہیں کر سکتا، مجھے اس قطع و برید سے نفرت ہے۔" اے انسان، کچھ دیر سن لے۔ کیا تُو نے کبھی کسی دوست کو زخمی یا ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ ہسپتال میں نہیں دیکھا؟ کیا تجھ کو یاد نہیں کہ طبیب نے کہا کہ اگر وہ ٹانگ نہ کاٹی گئی تو وہ سڑ جائے گی، اور سڑنے سے سارا جسم ہلاک ہو جائے گا؟ اور جب یہ سنا، تو کیا اُس شخص نے اس کا انکار کیا؟ ہرگز نہیں، بلکہ جب جراح آئے اور اُس کے سڑے ہوئے عضو کو جدا کیا، تو وہ دل کی گہرائی سے شکرگزار ہوا۔

شاید یہاں ایسے بھی ہوں جنہوں نے خود اپنے جسم سے کوئی عضو جدا کروایا ہو تاکہ جان بچا سکیں—اور وہ خوشی سے اُس جدائی کو قبول کر گئے۔ پس اے گناہ کے غلام، یاد رکھ کہ تیرا گناہ تیرے باطن کا سڑا ہوا عضو ہے، تیرے روحانی انسان کی ہلاکت کا سبب ہے۔ اگر وہ جدا نہ کیا جائے، تو وہ سارے وجود کو سڑا کر برباد کر دے گا۔ کیا یہ ظالمانہ ہے کہ مسیح تجھ سے اس گناہ کے ترک کرنے کا تقاضا کرتا ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ یہ اُس کی شفقت و محبت بھری حکمت کی آواز ہے۔ اپنے آپ کو اُس کے تابع کر، اور رُوح القدس سے دعا مانگ کہ وہ تیرے محبوب گناہ کو تجھ سے جدا کرے، اور اُسے تیرے لیے مکروہ و ناپسندیدہ بنا دے۔

تُو جلد ہی مرے گا، اور اگر وہ گناہ تیرے ساتھ بغیر توبہ کیے باقی رہا، تو تجھے اس میں شک نہیں رہنا چاہیے کہ تیرا انجام کیا ہوگا۔ اگر تجھے کچھ شک ہو بھی، تو یاد رکھ، ہمارے خُداوند کے الفاظ تین بار تجھے بتاتے ہیں: "جہاں اُن کا کیڑا نہیں مرتا اور

آگ نہیں بجھتی۔" میں ان الفاظ پر تفصیل سے تبصرہ نہیں کروں گا، لیکن خدا کرے تو ان کا مفہوم کبھی نہ سمجھے، کیونکہ اگر تو نے اس کی ابتدا کر دی، تو پھر تو ہمیشہ ہمیشہ اُس آگ اور کیڑے کا شکار رہے گا۔

اب اے شخص، فرض کر کہ تو نے اپنے پیالوں کو نہ چھوڑا، اپنی بری صحبت کو نہ چھوڑا، اپنی شہوتوں کو نہ چھوڑا، اپنے خود ساختہ راستبازی کو نہ چھوڑا، اور بالآخر جہنم میں جا پڑا۔ تو یہ تجھے کیسا تسلی دے گا؟ ارے نہیں، بلکہ یہ تو تیری پشیمانی کا ایک نیا زخم، تیرے دل کی ناامیدی کا ایک نیا زہر بنے گا۔ کیا تو نے محض ایک رات کی عیاشی، ایک لمحہ بھر کی خوشی کے لیے اپنی ابدی جان کو بیچ دیا؟ کیا تو نے اپنی رُوح کو اُس ناپاک لذت کے عوض، اُس مجنونی مسرت کے لیے، کھو دیا؟

اوہ، تو کس طرح اپنے آپ کو کوسے گا، اپنے بال نوچے گا، اور کہے گا، "کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا! کاش میں نے اپنی ابدی رُوح کے ساتھ یہ ظلم نہ کیا ہوتا!" پس، چھوڑ دے! گناہ کو چھوڑ دے! اگر کوئی شخص سونے کی پیٹی کمر باندھے ہوئے ڈوب رہا ہو، اور سونا اُسے نیچے کھینچ رہا ہو، تو وہ کتنی جلدی اُسے کھول پھینکے گا! اور کیسا ہلکا محسوس کرے گا جب وہ پیٹی غرق ہو جائے گی اور وہ خود تیر کر کنارے پہنچ جائے گا۔

اے انسان، خدا کا فضل تجھے وہ پیٹی کھولنے میں مدد دے، خواہ وہ گناہ ہو، خواہ وہ لذت، یا کوئی اور چیز—سب کچھ چھوڑ دے تاکہ تو یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہمیشہ کی زندگی کے لیے تیر سکے۔

اور اب اے مسیحیو، یہ بات تمہارے لیے ہے۔ میں نے اشارہ دیا تھا کہ بعض چیزیں تمہیں بھی ترک کرنی ہوں گی تاکہ تم فضل میں بڑھو اور اپنے آقا کی خدمت کر سکو۔ وقت کم ہے، اس لیے دو یا تین باتیں کہوں گا۔

یاد رکھو، جو کچھ بھی تمہیں مسیح کے لیے چھوڑنا پڑے، وہ چھوڑ دینا مٹھاس سے بھرپور ہوگا، اور اُس کی حضوری اور رضا اس کا مکمل اجر ہوگی۔ کوئی شخص مسیح کے لیے آخر کار نقصان نہیں اٹھاتا۔ بلکہ، ترک کرنا کیا ہے؟ جو کچھ ہم مسیح کے لیے چھوڑتے ہیں، وہی دراصل ہمارا اپنا ہو جاتا ہے! کیا ہم نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ مسیح کے نام کے جلال کے لیے تلخ پیالہ پینا، مٹھاس سے بھرپور شراب کے پیالے سے زیادہ خوشی بخشتا ہے؟ اوہ، اگر محبت سچی ہو، تو قربانی ہی سب سے بڑی کامیابی بن جاتی ہے!

مزید برآں، غور کرو—مسیحی لوگ کھو کر پاتے ہیں۔ کسان جب بیج زمین پر بکھیرتا ہے، تو بظاہر اُسے کھو دیتا ہے، لیکن اُسے فصل کی امید ہوتی ہے۔ سوداگر جو پیسہ لگاتا ہے، وہ بظاہر اُس کے ہاتھ میں نہیں ہوتا، مگر وہ منافع کے ساتھ واپس آنے کی امید رکھتا ہے۔

پس، جو کچھ بھی ہم مسیح کے لیے چھوڑتے ہیں، وہ اُس سرزمین میں برکت اور منافع کے ساتھ واپس آئے گا—جہاں مسیح کے لیے لنگڑا ہونا شرافت ہے، جہاں اُس کے لیے ڈکھ اٹھانا آسمان کی اشرافیہ میں شامل کرنا ہے، اور جہاں اُس کے لیے مرنا انہیں سب سے روشن اور مقدس بناتا ہے جو جلال میں سب سے زیادہ تابناک ہوں گے۔

اوہ، کسی بھی بات پر اعتراض نہ کر، اور مسیح کے متعلق کوئی حجت نہ باندھ، بلکہ دُعا کر کہ رُوح القدس آج سے تجھے تیرا آقا کے قدموں کے پیچھے رکھے، ہر بوجھ اور ہر گناہ جو تجھے الجھاتا ہے اُسے پھینک دے، اور ہر زمینی چیز جو تیرا دل بہکاتی ہے اُس سے دور ہو جا، اور فقط یہی چاہ رکھ کہ اُس کا نام تیری زبان پر میٹھا ہو، اور اُس کی حمد تیرے کردار سے جھلکتی رہے۔

خدا کرے کہ ایسا ہی ہو، میرے عزیز بھائیو، جب تک کہ مسیح آ نہ جائے۔ آمین۔

تشریح از سی۔ ایچ۔ اسپرژن
متی 18: 1-22

آیت 1. اسی وقت شاگردوں نے یسوع کے پاس آ کر کہا، آسمان کی بادشاہی میں بڑا کون ہے؟
یہی سوال اور انداز ہم نے کئی بار سنا ہے — "سب سے بڑا مرتبہ کون سا ہے؟" یا "کس خدمت کو زیادہ عزت حاصل ہے؟" گویا ہم درباری ہیں اور اپنے مراتب کا تعین قاعدہ و دستور سے کرنا ہے۔

آیت 2. اور یسوع نے ایک چھوٹے بچے کو بلایا، اور اُسے اُن کے درمیان کھڑا کر دیا۔
سب حیران ہوئے کہ وہ اب کیا کرنے والا ہے۔ وہ ننھا بچہ، جو یقیناً ایسے مبارک لوگوں کے درمیان آ کر خوش ہوا ہوگا۔

—آیت 3. اور فرمایا، میں تم سے سچ کہتا ہوں
اے وہ لوگو جو اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھتے ہو، اور پوچھتے ہو کہ بڑا کون ہے — گویا ہر ایک اپنے آپ کو خاصا نیک
— جانتا ہے

جب تک تم توبہ نہ کرو اور بچوں کی مانند نہ بنو، آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہو سکو گے۔
آج کسی نے مجھ سے کہا، ”یہ دن بڑھوتری کا ہے۔“ میں نے کہا، ”امید ہے ہم رُوحانی طور پر بڑھیں گے۔“ اُس نے پوچھا، ”اوپر
یا نیچے؟“ — میں نے کہا، ”نیچے جانا ہی اصل بڑھوتری ہے۔ اگر آج ہم اپنے آپ کو کم کر لیں، تو ہم نے واقعی ترقی کی۔ ہم تو
”بڑے ہو گئے ہیں، اب کچھ چھوٹا ہونے کی ضرورت ہے، تاکہ آسمان کی بادشاہی میں داخل ہو سکیں۔“

آیت 4. پس جو کوئی اپنے آپ کو اس چھوٹے بچے کی مانند فروتن کرے، وہی آسمان کی بادشاہی میں بڑا ہے۔
جو نیچے جائے، وہی اوپر چڑھے گا۔ آسمان کی راہ، خود اپنی نظر میں، نیچے کی طرف جاتی ہے۔ ”اُسے بڑھنا ہے، اور
مجھے گھٹنا ہے۔“ اور جب وہ سیدھی، تنومند ”میں“ مٹ جائے — یہاں تک کہ ایک نقطہ تک باقی نہ رہے — تب ہم اپنے خُداوند
کی مانند بنیں گے۔

آیت 5. اور جو کوئی ایسے ایک چھوٹے بچے کو میرے نام پر قبول کرے، وہ مجھے قبول کرتا ہے۔
جو سب سے چھوٹا ہے، جو کم تر ہے، جو ناتواں ہے — اگر اُسے خدا کی محبت کے خاندان میں اپنایا جائے، تو گویا مسیح کو
اپنایا گیا۔

—آیت 6. لیکن جو کوئی ان چھوٹوں میں سے جو مجھ پر ایمان لاتے ہیں، ایک کو بھی گمراہ کرے
یہ مطلب نہیں کہ اُس کی نادانی سے ناراض کرے، بلکہ اُس کے گناہ کا سبب بنے، اُسے ٹھوکر کھلائے، اُسے گرا دے — جو
— کوئی ایسا کرے

اُس کے لئے بہتر ہوتا کہ اُس کے گلے میں گدھے کی چکی کا پاٹ باندھا جاتا اور وہ سمندر کی گہرائی میں ڈبو دیا جاتا۔
اگر آپ کے پاس نیا ترجمہ ہو تو وہاں حاشیہ میں لکھا ہے ”گدھے کی چکی کا پاٹ“ — یعنی وہ بڑا پاٹ جو گدھا کھینچتا تھا، نہ
کہ وہ چھوٹا جسے عورتیں چلایا کرتی تھیں۔ یہ ایک انتہائی بھاری سزا ہے — اور یہ اُس شخص کے لئے بہتر ہے جو خدا کے
چھوٹے سے بندہ کی راہ میں ٹھوکر کا باعث بنتا ہے۔

میں نے بعض کو کہتے سنا، ”یہ بات تو جائز ہے، اگر کوئی کمزور بھائی اسے ناپسند کرتا ہے تو میں کیا کروں؟ وہ اتنا کمزور
نہ ہو!“ — نہیں میرے عزیز بھائی، یہ وہ راہ نہیں جو مسیح نے سکھائی ہے۔ تو اپنے بھائی کی کمزوری کا خیال رکھ، اگرچہ
سب چیزیں تجھے روا ہوں، مگر سب مفید نہیں۔ اگر گوشت کھانے سے تیرا بھائی گمراہ ہو، تو دنیا کے قیام تک گوشت نہ کھا۔

یاد رکھ، ہمیں اپنی رفتار اُن کے مطابق رکھنی ہے جو گلہ میں سب سے کمزور ہیں، ورنہ ہم مسیح کی بھیڑوں میں سے اکثر کو
پیچھے چھوڑ جائیں گے۔ قافلہ اُس رفتار سے چلے گا، جتنی رفتار سے بیمار اور ناتواں چل سکتے ہیں — کیا ایسا نہیں؟ — جب
تک کہ ہم اُن سے جُدا ہونے کو تیار نہ ہوں، جس کے ہم خواہشمند نہ ہوں۔ پس ہمیں بڑی احتیاط سے دیکھنا ہے کہ ہم کسی بھی
چھوٹے کو ٹھوکر نہ دیں، اُس کسی بات سے جو اگرچہ ہمیں نقصان نہ دے، پر اُس کے لئے باعثِ ضرر ہو۔

پھر میں کیسے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ کمزور ترین کو ضرر پہنچا سکتا ہے، تو ہم کو بھی ضرر نہ پہنچائے، کیونکہ
ممکن ہے کہ ہم جتنے خود کو قوی سمجھتے ہیں، دراصل اتنے ہیں نہیں؛ اور اگر ہم اپنی حالت کو درست طور پر پرکھیں، تو
ممکن ہے ہم بھی کمزوروں میں شمار کیے جائیں۔

8-7

افسوس دنیا پر ٹھوکر کے باعث! کیونکہ ضرور ہے کہ ٹھوکر آئیں، لیکن افسوس اُس انسان پر جس کے وسیلہ سے ٹھوکر آتی .
ہے! پس اگر تیرا ہاتھ یا تیرا پاؤں تجھے ٹھوکر کھلائے، تو اُسے کاٹ ڈال اور اپنے پاس سے دور پھینک دے؛

تو اُس چیز کو، جو تیرے لئے نہایت کارآمد اور ضروری ہے، ترک کر دے، بجائے اِس کے کہ وہ تجھے گناہ کی راہ پر لے
جائے — کیونکہ

بہتر ہے کہ تُو لنگڑا یا مفلوج ہو کر زندگی میں داخل ہو، بنسبتِ اس کے کہ دو ہاتھ یا دو پاؤں رکھتے ہوئے ابدی آگ میں ڈالا جائے۔

یاد رکھ، یہ یسوع کا کلام ہے—"ابدی آگ"—نہ کہ اُن سخت گیر اور ظالم الٰہیات دانوں کا جن کا تم آجکل کثرت سے تذکرہ سنتے ہو؛ بلکہ یہ خود خُداوند یسوع مسیح کا فرمان ہے۔ تُو اُس سے زیادہ نرم دل نہیں ہو سکتا، اور اگر تُو ہونے کا دعویٰ کرے، تو یہ تیرے لیے جہالت کی دلیل ہوگی۔

9

—، اور اگر تیری آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے۔

—، جو کہ تیری خوشی، معرفت، اور رہنمائی کے لیے نہایت ضروری ہے، تو بھی اگر وہ تجھے گناہ میں ڈالے

9

تو اُسے نکال ڈال اور اپنے پاس سے دور پھینک دے: بہتر ہے کہ تُو ایک آنکھ سے زندگی میں داخل ہو، بنسبتِ اس کے کہ دو آنکھیں رکھتے ہوئے جہنم کی آگ میں ڈالا جائے۔

بہتر ہے کہ تُو ایک معذور ایماندار ہو، بنسبتِ ایک کامل کافر کے؛ بہتر ہے کہ تُو ایک ان پڑھ مقدس ہو، بنسبتِ ایک تعلیم یافتہ جدید مفکر کے؛ بہتر ہے کہ تُو ایک آنکھ یا ایک ہاتھ کھو دے، بہ نسبتِ اس کے کہ خُدا پر ایمان اور اُس کے کلام پر بھروسہ کھو بیٹھے، اور اپنی جان کو کھو کر جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے۔

10

:خبردار! ان چھوٹوں میں سے کسی کو حقیر نہ جاننا۔

کیونکہ جب کوئی شخص کامل علم یا بڑے دعوے نہ رکھتا ہو، تو ہم عموماً اُسے کچھ نہ سمجھتے ہیں۔

10

کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ آسمان پر اُن کے فرشتے ہمیشہ میرے آسمانی باپ کا چہرہ دیکھتے رہتے ہیں۔

ہر ایک خُدا کے فرزند کے لیے ایک فرشتہ مقرر ہے، آسمان کے وارثوں کی حفاظت پر یہ مقدس روحیں مامور ہیں۔ وہ جو خُدا کے لوگوں کی نگہبانی کرتے ہیں، وہی وقتاً فوقتاً خُدا کے چہرہ کی بھی زیارت کرتے ہیں۔ وہ اُس کے احکام بجا لاتے ہیں، اُس کے کلام کی آواز پر کان دھرتے ہیں، اور اُسی وقت خُدا کے چہرہ کو بھی دیکھتے رہتے ہیں۔ اور اگر یہ چھوٹے سے چھوٹے بھی خُدا کے فرشتوں سے ایسے معززانہ طور پر دیکھے جاتے ہیں، تو انہیں ہرگز حقیر نہ جاننا۔ خواہ اُن کے کپڑے کھدر کے ہوں، یا وہ سادہ لباس پہنتے ہوں، لیکن وہ بادشاہوں کی مانند فرشتوں کے ساتھ ہوتے ہیں، پس تُو بھی انہیں ویسا ہی سمجھ

11

کیونکہ ابنِ آدم کھوئے ہوئے کو نجات دینے آیا ہے۔

یہ بھی ایک سبب ہے کہ تُو انہیں حقیر نہ جانے۔ "کیا خیال ہے تمہارا؟" ذرا ٹھہر کر غور کرو، اور سوچو۔

14-12

کیا خیال ہے تمہارا؟ اگر کسی شخص کے پاس سو بھیڑیں ہوں، اور اُن میں سے ایک گم ہو جائے، تو کیا وہ ننانوے کو چھوڑ کر پہاڑوں پر نہ جائے اور اُس گم شدہ کو تلاش نہ کرے؟ اور اگر وہ اُسے پا لے، تو میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اُس ایک بھیڑ پر اُن ننانوے سے زیادہ خوشی کرتا ہے جو گم نہ ہوئیں۔ اسی طرح تمہارے آسمانی باپ کی مرضی نہیں کہ ان چھوٹوں میں سے ایک بھی ہلاک ہو۔

اور وہ ہلاک نہ ہوں گے۔ مسیح خاص طور پر اسی مقصد سے آیا ہے کہ وہ انہیں ڈھونڈے، اور وہ انہیں ضرور ڈھونڈے گا؛ اور جب اُس کے پاس وہ سو ہوں گے جنہیں باپ نے اُسے دیا، تو وہ ننانوے پر قناعت نہ کرے گا، بلکہ مکمل سو کی تمنا رکھے گا۔ اور اب، تاکہ ہمیں یہ دکھائے کہ ہمیں خُدا کے خاندان کے چھوٹے سے چھوٹے اور خطاکار ترین کو بھی حقیر نہ جاننا چاہیے، وہ یہ مسئلہ شخصی طور پر ہم پر ظاہر کرتا ہے۔

15

اور اگر تیرا بھائی تیرے خلاف گناہ کرے، تو جا اور اُس سے تنہائی میں اُس کی خطا بیان کر؛ اگر وہ تیری سنے، تو تُو نے اپنے بھائی کو پا لیا۔

یہ نہ کہہ، "وہ میرے پاس آئے"، بلکہ تُو اُس کے پاس جا، کیونکہ اُس نے تیرے خلاف گناہ کیا ہے، یہ ایک شخصی معاملہ ہے، اُسے تلاش کر۔ اُس شخص سے یہ توقع رکھنا ہے کہ جو نقصان پہنچائے وہ صلح کی ابتدا کرے۔ ہمیشہ مظلوم ہی کو معاف کرنا پڑتا ہے، اگرچہ اُسے خود کچھ معاف کیے جانے کی حاجت نہ ہو، یہی ہونا آیا ہے؛ اور اگر وہ مسیح کی مانند ہو، تو ہمیشہ اُسی کو مفاہمت کی ابتدا کرنی چاہیے۔

17-16

لیکن اگر وہ تیری نہ سنے، تو اپنے ساتھ ایک یا دو کو لے جا، تاکہ ہر بات دو یا تین گواہوں کے منہ سے ثابت ہو۔ اور اگر وہ اُن کی بھی نہ سنے، تو کلیسیا سے کہہ دے؛ اور اگر وہ کلیسیا کی بھی نہ سنے، تو تُو اُسے غیر قوم کے آدمی اور محض لینیے والے کی مانند جان۔

اُس کی رفاقت سے کنارہ کش ہو جا، کیونکہ اُس نے آخری عدالت کو بھی حقیر جانا۔ اب تُو اُسے چھوڑ دے۔ اُس پر غصہ نہ کر، اُسے دل سے معاف کر، مگر اُس کی صحبت ترک کر۔

18

میں تم سے سچ کہتا ہوں، جو کچھ تم زمین پر باندھو گے، وہ آسمان پر بھی بندھے گا؛ اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے، وہ آسمان پر بھی کھلے گا۔

جب کلیسیا راستی سے عمل کرتی ہے، تو اُسے خُدا کی سنجیدہ توثیق حاصل ہوتی ہے؛ زمین پر قائم یہ چھوٹی عدالت آسمان کی بڑی عدالت سے تائید پاتی ہے۔ لہذا یہ باندھنے اور کھولنے کا معاملہ، جو مسیح نے اپنی کلیسیا کو سونپا ہے، نہایت سنجیدہ امر ہے۔

20-19

پھر میں تم سے کہتا ہوں، کہ اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے بارے میں اتفاق کریں کہ وہ اُسے مانگیں، تو وہ میرے آسمانی باپ کی طرف سے اُن کے لیے پوری کی جائے گی۔ کیونکہ جہاں دو یا تین میرے نام پر جمع ہوں، وہاں میں اُن کے بیچ میں ہوں۔

پس یہ ضروری نہیں کہ بڑی کلیسیا ہو، بلکہ صرف دو یا تین ہی کافی ہیں۔ مسیح نہ چاہتا ہے کہ ہم ایک کو حقیر جانیں، نہ ہی دو یا تین کو۔ "کون ہے جو چھوٹے دنوں کو حقیر جانے؟" بلکہ برعکس، مقدار کی بجائے معیار سے پرکھ، اور اگر معیار بھی کم ہو، تو محبت کے پیمانہ سے پرکھ، اُس انصاف کی کسوٹی سے نہیں جو تُو نے خود قائم کی ہو۔

21

اُس وقت پطرس اُس کے پاس آ کر کہنے لگا، اے خُداوند، اگر میرا بھائی میرے خلاف گناہ کرے، تو میں اُسے کتنی بار معاف کروں؟ کیا سات بار تک؟

اُسے گمان تھا کہ اُس نے بہت بڑی سخاوت کی بات کہی۔

22

یسوع نے اُس سے کہا، میں تُو سے یہ نہیں کہتا کہ سات بار تک، بلکہ ستر بار سات تک۔

اور مجھے تعجب نہیں کہ کسی اور مقام پر یہ درج ہے کہ شاگردوں نے کہا، "اے خُداوند، ہمارا ایمان بڑھا!" کیونکہ اتنی بردباری کے لیے بہت ایمان درکار ہے، اور بار بار معاف کرتے جانا آسان نہیں۔